۲۵ جہتی خدماتِ رضا



(امام احمد رضا کے ۲۵ جہات پر منفرد دینی و علمی کارنامے)



پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

۱

تیسری فکرِ اعلیٰ حضرت کانفرنس ۲۰۲۲ء
فیصل آباد کے موقع پر خصوصی اشاعت

۲۵ جہتی خدماتِ رضا

(امام احمد رضا کے ۲۵ جہات پر منفرد دینی و علمی کارنامے)

از

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
(ایم۔ایس۔سی جیولوجی، ایم۔اے اسلامیات، پی۔ایچ ڈی قرآنیات)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

نام .... ۲۵ جہتی خدماتِ رضا

از .... پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سنہ اشاعت ۱۴۴۳ھ/ ۲۰۲۲ء

طباعت .... ایک ہزار

نگرانِ طبع .... اقبال احمد اختر القادری

حروف سازی .... وامق انصاری، کراچی
0300-2393848

ناشر .... ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا

ہدیہ ....

ملنے کا پتے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا: ۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی
فون:021-32725150، واٹس ایپ:0303-9205511
E.mail : imamahmadraza@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۲۵ جہات

۱) صرف ۱۴ سال کی عمر میں ۵۵ علوم کی مہارت

۲) بالغ ہوتے ہی دین کی ترویج، فتویٰ نویسی ۱۴ سال کی کم عمری میں شروع

۳) ۷ خاندان میں پشتوں سے فتاویٰ نویسی جاری

۴) ۵ انواع طریقوں سے فتویٰ نویسی

۵) ۳ زبانوں میں فتاویٰ کے رسائل پر عربی زبان میں خطبہ

۶) ۱۲ ضخیم فتاویٰ کی ۳۰ جلدوں میں اشاعت

۷) فقہ میں متوازن (حرام وحلال) میزان کا خاکہ

۸) ۱۰۰۰ سے زیادہ تصانیف

۹) چند گھنٹوں میں حفظ قرآن

۱۰) چند نشستوں میں ترجمہ قرآن

۱۱) چند گھنٹوں میں عربی زبان میں کتب املا کروادیں

۱۲) استفتاء کے جواب میں رسالہ اور اس رسالے میں ضمنی رسالہ اور اس میں بھی ضمنی رسالہ

۱۳) تمام ممکنہ علوم کی اصطلاحات میں ۳۵۰ درود کے صیغے عربی زبان میں

۱۴) پسندیدہ مشاغل افتاء اور ردِ وہابیہ

۱۵) شاعری میں کسی اُستاد سے استفادہ نہ کیا

۱۶) ۴ زبانوں میں ایک نعت لکھ کر تمام شعراء کو حیران کر دیا

۱۷) تین زبانوں میں نعتیہ دیوان

۱۸) طویل منظوم ترین قصیدۂ سلامیہ وقصیدۂ درودیہ

۱۹) علوم فلکیات ونجوم وہیئت کی اصطلاحات میں ۱۵۵ اشعار پر مشتمل قصیدہ

۲۰) سائنسی موضوعات پر اردو، فارسی اور عربی میں تصانیف

۲۱) پتھروں کی اقسام جو آج تک کوئی دوسرا فقیہ نہ بتا سکا

۲۲) بغیر آلات کے سمندر کی تہہ کے نیچے آگ کا پتہ دینا

۲۳) ۳ زبانوں میں ۸ شجرہ ھائے طریقت

۲۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صفاتی اسماء گرامی میں ۶۰۰ کا اضافہ کر کے تعداد ۱۴۰۰ کر دی

۲۵) اہرام مصر کی تعمیر کا تعین کہ آدم علیہ سلام سے بھی ۷۰۰۰ سال قبل

❁❁❁

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر کراچی۔ (74400) پاکستان۔ فون: +92-21-32725150
واٹس ایپ: +92-303-9205511، ای میل: imamahmadraza@gmail.com

۲۵ جہتی خدماتِ رضا

(امام احمد رضا کے ۲۵ جہات پر منفرد دینی و علمی کارنامے)

اسم گرامی:

احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۰ء......۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خاں بریلوی (۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء...... ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) بریلی میں ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۵ شعبان ۱۲۸۶ھ میں علوم دینیہ سے فارغ التحصل ہوئے اور اسی دن سے قلمی کام بصورت فتویٰ نویسی کی ابتداء کی جس وقت عمر شریفہ ابھی ۱۴ سال کی بھی نہ ہوئی تھی۔ مسلسل ۵۵ سال قلمی کام انجام دیتے ہوئے بعمر ۶۸ سال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں دار فنا سے دار البقا کوچ کر گئے اوا اپنے پیچھے وہ متعدد علمی و قلمی کارنامے چھوڑ گئے جنہیں دیکھ کر دنیا حیران ہے۔ ذیل میں صرف ۲۵ جہات کے حوالے سے کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

۱) ۱۴ برس سے کم عمر میں ۵۵ علوم میں مہارت حاصل کی:

امام احمد رضا اپنی تعلیمی فراغت اور علوم وفنون کے حصول کے متعلق اپنی تصنیف **الاجازات المتینة لعلماء بکة والمدینة** (۱۳۲۴ھ) میں رقمطراز ہیں:

"علوم وفنون جو والد ماجد مولانا مفتی محمد نقی علی خاں سے حاصل کیے وہ کل ۲۱ ہیں علم قرآن، علم

حدیث، اصول حدیث، فقہ حنفی، فقہ جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل مہذب، علم تفسیر، علم العقائد والکلام، علم نحو، علم الصرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم منطق، علم مناظرہ، علم فلسفہ، علم تکسیر، علم ہیئت، علم حساب، علم ہندسہ، (یہ کل ۲۱ علوم ہیں)"۔

وہ علوم جو اساتذہ کرام سے نہیں پڑھے مگر وقت کے علماء نے آپ کی ان علوم پر دسترس دیکھتے ہوئے آپ کو ان علوم کا ماہر تسلیم کیا وہ مندرجہ ذیل ۱۰ علوم ہیں۔

"قراءت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، سیر، اسماء الرجال، تواریخ، لغت، ادب"

وہ علوم جو صرف اور صرف غیبی مدد سے حاصل ہوئے وہ ۱۴ علوم ہیں۔

"ارثما طیقی، جبر ومقابلہ، لوغارثم، علم التوقیت، علم مناظرہ، علم الاکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، علم جفر، زائرچہ"۔

اس کے علاوہ وہ بھی چند علوم اور ہیں جن کی باقاعدہ تعلیم کسی استاد سے حاصل نہ کیے عربی نظم، فارسی نظم، ہندی (اردو) نظم، عربی نثر، فارسی نثر، خط نسخ، خط نستعلیق، تلاوت اور علم الفرائض"۔ یہ کل ۵۴ علم وفن ہیں جن میں امام احمد رضا نے تصانیف لکھی ہیں۔ احقر نے جب امام احمد رضا کے علوم وفنون کو دور جدید کے تناظر میں دیکھا تو اس تعداد کو ۵۷ تک پہنچایا مگر اب اہل علم وفن اور دانشورانِ اسلامیہ کا یہ کہنا درست ہے کہ کون سے علم وفن ہے جن پر امام احمد رضا کو دسترس حاصل نہ تھی اور کوئی نہ کوئی تصنیف یا تحریر میں اس کے متعلق گفتگو اس معیار کی نہ فرمائی جس سے یہ ظاہر ہو کہ امام اس فن پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ امام احمد رضا خود اپنے جملہ علوم وفنون پر دسترس اور فراغت کا احوال قلمبند کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں ۱۳ سال دس ماہ اور پانچ دن کا تھا۔ اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے اور یہ نیک فال ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ میری تاریخ فراغت کلمہ "غفور" (۱۲۸۶ھ)

اور۔۔۔ ہے بخشنے والے سے امید کی جاتی ہے کہ وہ رب مجھے بخشے گا اور مکروہ سے بچا کر اپنی پناہ میں لے گا"۔

امام احمد رضا نے اپنی اس تاریخ کے کلمہ کا شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے۔ ع

دنیا مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

نوٹ: چاند کی ۲۸ منزلوں سے پندرہویں منزل کا نام "غفر" ہے

۲) بالغ ہوتے ہی (۱۴ سال سے کم عمر میں) دین کی خدمت شروع کردی:

امام احمد رضا نے اپنی تعلیمی فراغت والے دن ہی رضاعت کے مسئلہ پر ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء سے ہی اپنے والد ماجد کی نگرانی میں فتویٰ نویسی یعنی دین اسلام کی قلمی خدمت کا آغاز کردیا۔ والد ماجد کے انتقال ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء کے بعد کلی طور پر فتویٰ نویسی کے فرائض اپنے جد امجد کی مسند افتاء بریلی سے انجام دینے لگے۔امام احمد رضا اپنے فتویٰ نویسی سے متعلق ایک مکتوب بنام مولانا ظفر الدین بہاری رقمطراز ہیں کہ جب ان کے پاس ۱۳۳۶ھ میں مسئلہ رضاعت سے متعلق سوال آیا تو آپ نے لکھا:

"یہ وہی فتویٰ ہے جو ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی روز منصب افتاء عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی۔ جب سے اب تک برابر یہ ہی خدمت لی جارہی ہے"۔

آپ اپنے مکتوب محررہ ۷ شعبان ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء میں اس طرح لکھتے ہیں:

"بحمد اللہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اگر سات ۷ دن اور زندگی بالخیر ہے تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاوے لکھتے بفضلہٖ تعالیٰ پورے ۵۰ سال مکمل ہوں گے اس نعمت کا کیا شکریہ ادا کیا جاسکتا ہے"

(ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حیات مولانا احمد رضا خاں، ۱۹۸۱ء، ص: ۱۲۰ مطبوعہ سیالکوٹ)

(۳) آٹھ پشتوں سے فتویٰ نویسی کا ۲۰۰ سالہ ریکارڈ:

بریلی کے خاندانِ رضا میں مسندِ افتاء کی بنیاد ۱۲۴۶ ھ میں امام احمد رضا کے جد امجد مولانا مفتی محمد رضا علی خاں نے رکھی تھی جس کو اب تقریباً ۲ صدیاں مکمل ہو رہی ہیں۔ امام احمد رضا نے خود ایک مقام پر اپنے جد امجد کے اس کارنامے کا ذکر کرتے ہوئے ۱۳۲۰ ھ میں فرمایا:

"میں آباؤ اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں، چوہتر سال سے میرے یہاں سے فتویٰ جاری ہے"۔

امام احمد رضا مزید ۲۰ برس حیات رہے اور فتویٰ نویسی فرماتے رہے جب آپ کا وصال ۱۳۴۰ ھ میں ہوا اس وقت اس خاندان سے فتویٰ نویسی کو ۹۴ برس ہو چکے تھے اور اب ان کے وصال کو ۱۰۳ برس گزر چکے ہیں۔ اس لحاظ سے ۱۹۷ سال سے فتویٰ نویسی جاری ہے جس کی تفصیل نیچے ملاحظہ کریں۔

مولانا مفتی سبحان رضا خاں (مسند نشین) ابن مولانا مفتی ریحان رضا خاں (م ۱۴۰۵ ھ) ابن مولانا مفتی ابراہیم رضا خاں (م ۱۳۸۵ ھ) ابن مولانا مفتی حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ ھ) ابن مولانا مفتی امام احمد رضا خاں (م ۱۳۴۰ ھ) ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں (۱۲۹۷ ھ) ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خاں (م ۱۲۸۲ ھ)

مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند نے بھی ۷۰ سال سے زیادہ اور ان کے داماد مولانا محمد ابراہیم رضا خاں کے ایک اور صاحبزادے حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں الازہری نے بھی ۶۰ سال فتوے جاری کیے آج آٹھویں پشت میں مولانا سبحان رضا خاں کے بھتیجے مولانا مفتی محمد ارسلان رضا الازہری مفتی بریلی کی حیثیت سے فتویٰ نویسی فرما رہے ہیں۔

۴) امام احمد رضا نے ۵ انواع سے فتاویٰ لکھے ہیں:

آپ نے 3 زبانوں اردو، فارسی اور عربی میں ہزاروں فتاویٰ تحریر کیے جبکہ بحیثیت مفتی منظوم فارسی اور منظوم اردو میں بھی فتاویٰ تحریر کیے۔ یہ اعزاز برصغیر کسی کو حاصل نہیں۔

(جلد سوم قدیم، ص: ۶۵۴۔۶۵۵ منظوم استفتاء بزبان اردو اور جواب بھی منظوم)

۵) امام احمد رضا نے ۳ زبانوں میں فتاویٰ اور اس کے رسائل لکھے:

امام احمد رضا نے اپنے فتاویٰ میں ایک جدت یہ فرمائی کہ بہت سے سوالوں کا جواب اتنا طویل اور تفصیلی ہو گیا کہ اسکو رسالے کی شکل دینا پڑی۔ اس رسالے کا تاریخی نام لکھا اور اس پر ایک عربی زبان میں خطبہ بھی ضرور لکھا وہ رسالہ چاہے اردو زبان میں ہو یا فارسی زبان میں یا عربی زبان میں مگر خطبہ لکھا اور اس خطبہ میں جدت یہ تھی کہ اول تو اس میں حمد، نعت اور آل رسول کی مدح سرائی تھی مگر اس میں اصطلاحات اس علم وفن کی تھیں جس فن پر وہ رسالہ لکھا گیا تھا مثلاً جب آپ نے اپنی احادیث کی اسناد کی اپنے ہم عصروں کو اجازت دی تو ایک عربی خطبہ لکھا اس میں خطبہ میں حمد ونعت ومنقبت کے لیے اصطلاحات جو استعمال کیں وہ احادیث کی کتابوں کے نام، محدثین کرام کے نام اور احادیث میں جو اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں ان کے نام کو پرو کر ایک طویل خطبہ بنایا۔

٦) فتاویٰ رضویہ کی اشاعت اول ۱۲ ضخیم مجلدات:

امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ کی جلد اول کی اشاعت کے وقت اپنے خطبۃ الکتاب کے بعد صفۃ الکتاب کے عنوان کے تحت اپنی اس کاوش کے متعلق رقمطراز ہیں:

"۱۲۹۷ھ میں والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی کے وصال کے بعد سے قبل ۱۲ برس تک فتوے لکھے مگر ان کے جمع کرنے کا خیال نہ آیا اور اس کے بعد دور دور کے ملکوں سے اگر سوال دس یا زیادہ بار

آیا تو کتاب میں ایک ہی بار جواب درج کیا یوں کثیر فتوے جاتے رہے اور اب تک ۱۳۳۵ھ میرے فتاویٰ سات مجلد کبیر تک پہنچ گئے ہر جلد ۱۴۰۰ صفحات سے ۱۶۰۰ تک پہنچی اور ہنوز جہاں تک وہ جود و کرم والا چاہے افزائش ہی ہے۔ پس احباب نے مجلدات کے حجم بھاری دیکھ کر فتاوے کو ۱۲ جلدوں میں تقسیم کیا اور اس کے بعد جو مولیٰ تعالیٰ عطا فرمائے گا وہ اس کی مدد اکبر سے عنقریب ذیل فتاویٰ ہو جائے گا اور میں نے اس کا نام "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" رکھا۔ اللہ اسے اپنی رضا کا وسیلہ بنائے اور دونوں جہاں میں مجھے اور اپنے بندوں کو اس سے نفع پہنچائے"۔

(ترجمہ صفۃ الکتاب، جلد اول، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ ۱۹۹۰ء رضا فاؤنڈیشن لاہور، ص:۸۸)

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اسلم رضا شیوانی تحسینی نے جب فتاویٰ رضویہ کی اشاعت ادارۂ اہلسنت کی طرف سے ۲۰۱۶ء میں کی اس کے پیش لفظ میں فتاویٰ رضویہ جلد اول کے متعلق رقم کیا کہ یہ اول جلد پہلی بار امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی حیات میں " مطبع اہلسنت" بریلی شریف سے زیر نگرانی صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی امجد علی ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوئی۔ دوسری جلد اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوئی اور یہ سلسلہ اشاعت جاری رہا یہاں تک کہ ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء میں رضا اکیڈمی بمبئی نے فتاویٰ رضویہ کو ۱۲ ضخیم بڑے سائز کی جلدوں اور رسائل میں جو عربی، فارسی، عبارتیں تھیں ان کا ترجمہ کیا اور تمام مآخذ کا استخراج کیا اور نئی پیراگرافنگ کر کے اس کو جدید انداز میں شائع کیا۔ یہ تمام مجلدات میں ۲۲۰۰۰ صفحات شامل ہیں جب کہ ۶۸۴۷ فتوے اور ۲۰۶ رسائل شامل ہیں۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ، مرتب علامہ عبدالستار سعیدی، مطبوعہ ۲۰۰۶ء لاہور)

۷) فقہ میں متوازن میزان (حلال وحرام کا متوازن خاکہ رضا):

شریعت مطہرہ کے احکامات جو امر و نہی پر مشتمل ہوتے ہیں، فقہاء اور علمائے اصول نے ابتداء میں ان کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا تھا فرض و مستحب اس کے مقابلے میں حرام و مکروہ جب کہ درمیان میں مباح رکھا۔ بعد ازاں علماء نے ان میں توسیع کرتے ہوئے ان کو سات میں تقسیم کیا فرض، واجب، مستحب (امر) اس کے مقابل (حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی) جب کہ مباح درمیان میں رہا۔ اس کے بعد اصولین نے اس کو ۹ مدارج تک پہنچادیا اس میں مدارج امر کی طرف فرض، واجب، سنت، موکدہ، اور سنت غیر موکدہ کو رکھا جب کہ نہی کی طرف صرف حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی کو رکھا اور مباح نواں مدارج درمیان میں قائم رکھا مگر امام احمد رضا نے اس کو بنا کر متوازن مدارج تک پہنچایا اب یہ میزان مدارجِ رضا پچھلے ۱۰۰ سال سے مستعمل ہے اور اس میں مزید کوئی اور اضافہ نہ کیا جاسکا، امام احمد رضا کا مدارج ملاحظہ ہو:

(مدارج امر)

فرض

واجب

سنت مؤکدہ

سنت غیر مؤکدہ

مستحب

(مدارج نہی)

حرام

مکروہ تحریمی

اساءت

مکروہ تنزیہی

خلاف اولیٰ

مباح

احکام کی یہ تمام مدارج اور قسمیں منتشر طور پر فقہاء کی کتابوں میں موجود ہیں لیکن

امام احمد رضا نے ان سب کو یکجا بھی کیا اور آخری گیارہ مدارج کا میزان بتا کر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم فرمایا۔

۸) ۱۰۰۰ سے زیادہ تصانیف:

آپ کی ۵۵ سالہ قلمی خدمات کے نتیجے میں ۳ زبانوں میں ایک ہزار سے زیادہ تصانیف منصۂ شہود پر آئیں جن میں سے اب تک ۵۰ فیصد شائع بھی ہوچکی ہیں۔ آپ کی تصانیف جملہ علوم وفنون پر مشتمل ہیں جن میں صرف سائنسی علوم(Physical,Medical, Biological, Managment, Social Secines) کی تعداد ۲۰۰ سے زیادہ ہے جب کہ تفسیر، فقہ، علم الکلام، تاریخ، سیر، فضائل پر سیکڑوں کتب تصنیف فرمائی ہیں ان میں سب سے بڑا شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے۔

۹) چند گھنٹوں میں حفظ قرآن:

قرآن کریم ازخود ایک معجزہ ہے اس کا حفظ کرنا ہمارے لیے سعادت کی بات ہے یہ دنیا کی واحد کتاب ہے کہ بعض دفعہ ایک کمسن بچہ جو ۸ سال سے بھی کم عمر میں کا ہوتا ہے وہ اس کو حفظ کر کے زبانی سنا دیتا ہے، کم عمر میں حفظ کرنے کے بہت ریکارڈ مل جائیں گے جو کہ چند مہینے کے ہیں۔ امام احمد رضا کے لیے یہ بات کئی مورخین نے لکھی ہے کہ امام احمد رضا نے بعمر ۵۵-۶۰ سال ایک رمضان میں یکم رمضان تا ۲۷ویں تاریخ تک پورا قرآن تراویح میں سنا دیا اور مورخین نے کہا کہ امام احمد رضا رضا خاں نے ایک ماہ میں قرآن حفظ کرلیا۔

راقم نے جب اس واقعہ کو کئی مؤرخین کے حوالے سے پڑھا تو اس میں ایک اور اہم نکتہ جو مورخین سے رہ گیا فقیر کے دل میں اللہ نے ڈالا کہ جس سال امام احمد رضا نے تراویح میں قرآن سنانے کا اعلان کیا تو آپ نے اپنے قریبی ساتھی اور خلیفہ مولانا امجد علی اعظمی کو فرمایا کہ آپ روزانہ مغرب کی نماز کے بعد آجایا کریں اور مجھے قرآن ترتیب سے سنا دیا کریں چنانچہ یہ

کام پہلی رمضان سے شروع ہوا کہ مغرب کی نماز کے بعد اور عشا کی اذان سے پہلے مولانا امجد علی روزانہ سنا دیتے یہاں تک کہ ۲۷ ویں تراویح میں قرآن ختم ہو گیا۔ اب آپ غور کریں کہ مغرب تا عشا شاید ایک گھنٹہ یا ۴۵ منٹ میں یہ کام روزانہ ہوتا تھا تو ۲۷ دن میں کتنے گھنٹے لگے ہوں گے میرے نزدیک آپ نے ۲۴ سے ۲۷ گھنٹوں میں پورا قرآن بغور سنا اور پورا قرآن سنا دیا، یہ ہے ایک اور معجزۂ قرآن، اور امام احمد رضا کا منفرد کارنامہ جو لوح کی تختی پر لکھ دیا گیا ہوگا۔

اللہ عزوجل نے اپنے کلام میں سورۃ القمر میں ۴ مرتبہ مژدہ سنایا" **ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر** "اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔ (سورہ قمر، آیت: ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰)

امام احمد رضا کا یہ کارنامہ اس آیت کریمہ کی بین دلیل ہے کہ انھوں نے قرآن کے اس کلمہ کا بھرپور فائدہ حاصل کرتے ہوئے تائید غیبی سے اس امر کو مکمل کر کے تاریخ اسلام میں ایک منفرد کارنامہ انجام دیا۔

(۱۰) چند نشستوں میں ترجمۂ قرآن مکمل کرلیا:

مؤرخین نے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن" کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے کہ جب ان کی حیات میں اس کمی کو محسوس کیا گیا کہ اردو زبان میں صحیح ترجمۂ قرآن نہیں ہے تو امام احمد رضا سے ترجمۂ قرآن کے لیے کہا گیا کہ اس زمانے میں کوئی بھی اردو ترجمۂ قرآن اہلسنت کے عقائد کی ترجمانی نہیں کر رہا تھا اور ان ترجموں سے غلط عقائد کا پرچار ہو رہا تھا تو آپ سے آپ کے احباب نے خاص کر مولانا امجد علی اعظمی نے درخواست کی کہ آپ اردو زبان میں ترجمۂ قرآن لکھ دیں تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ استفتاء کا ڈھیر ہے کہ ایک ایک وقت میں ۴۰۰ سے زیادہ سوالات آجاتے ہیں اور ان کا جواب دینا بھی ضروری ہے مگر میرے پاس مغرب تا عشاء کام کا زور کم ہوتا ہے کہ ملنے والے آتے ہیں دعا و تعویز کے لیے تو

آپ ان اوقات میں میرے پاس آجایا کریں اور ساتھ ہی کاغذ اور قلم دوات لے آیئے گا
چنانچہ اس کام کا آغاز ہوا اور ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں یہ کام مکمل ہوگیا۔

"امام احمد رضا کے اردو ترجمہ قرآن کے تاریخی کارنامے"

۱) آپ نے چند نشستوں میں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ مولانا امجد علی اعظمی کو املا کرادیا۔
۲) اس ترجمہ قرآن کا آغاز شب بست ونہم (۲۹) قبل عشا جمادالاول ۱۳۲۹ھ کو ہوا اور شب ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۰ھ کو مکمل ہوا۔ اس کے مخطوطہ کا عکس ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی لائبریری میں موجود ہے۔
۳) ترجمہ قرآن املا کرانے کا دورانیہ ۱۳ ماہ بنتا ہے مگر یہ کام روزانہ نہیں ہوا بلکہ وقفے وقفے سے ۱۳-۱۴ نشستوں میں ہوا اس لحاظ سے ۱۵-۲۰ گھنٹوں میں امام احمد رضا نے فی البدیہ ترجمہ املا کرادیا۔
۴) ترجمہ کے دوران کبھی کسی ایک کتاب سے بھی استفادہ نہ کیا گیا اور نہ ہی اصل مسودے میں کہیں بھی کاٹ چھانٹ ہے بلکہ مولانا امجد علی قرآن پڑھتے جاتے اور امام احمد رضا املا کراتے اور یہ لکھتے جاتے۔
۵) جو کام مترجمین قرآن نے کئی سالوں میں سیکڑوں کتابوں کی مدد کے ساتھ کیا وہ امام احمد رضا نے بغیر کسی کتاب کی مدد کے ایک دن سے بھی کم مدت میں املا کرا کر ایک عظیم ریکارڈ قائم کیا جو شاید قیامت تک کوئی دوسرا نہ کرسکے۔

۱۱) چند گھنٹوں میں کئی عربی و اردو کتب، فتاویٰ، رسائل رقم کردیے:

امام احمد رضا اہل قلم میں شاید اکیلے قلمکار ہیں کہ انھوں نے ہزار کتابیں لکھ دیں اور ہزاروں فتوے قلمبند کیے مگر ان کے ۵۵ سالوں میں کسی نے نہ دیکھا کہ ان کے قلمکاری کے وقت کبھی کوئی کتاب ان کے سامنے ہوتی ہو۔ ھذا من فضل ربی کے آپ ہی اپنے زمانے

میں صحیح مصداق تھے۔ یہاں صرف چند کتب ورسائل کے نام لکھ رہا ہوں جو انھوں نے چند گھنٹوں میں قلمبند کیں تھیں یہ کتب دوسو صفحات سے زیادہ ہیں۔

۱)الدولة المكيه بالمادة الغيبيه (عربی) ۱۳۲۴ھ

۲) كفل الفقيه الفاهم فی احكام قرطاس الدراهم (عربی) ۱۳۲۴ھ

۳)سل السيوف فی الهندية علیٰ كفريات بابا النجديه (اردو) ۱۳۱۲ھ

۱۲) استفتاء کے جواب میں رسالہ اور رسالے میں ضمنی رسائل ایک منفرد کارنامہ:

عموماً مفتیان کرام استفتاء کا جواب فتوے کی صورت میں ہی دیتے ہیں اور یہ جواب چند سطروں سے لے کر چند صفحات پر مشتمل ہوتا ہے بعض دفعہ سوال کی نوعیت کے باعث جواب مزید طویل یعنی ۲۰-۱۵ صفحات تک بھی پہنچ جاتا ہے مگر عموماً جواب یعنی فتویٰ مختصر اور جتنا یا جو کچھ پوچھا گیا ہے بس اس کا اسی مناسبت سے جواب دیا جاتا ہے۔امام احمد رضا سے استفتاء کرنے والے عوام الناس کے علاوہ ان کے ہم عصر جید علمائے کرام، مشائخ عظام، مفتیان کرام، جج حضرات، وکلا، پروفیسر حضرات اور سائنسدان تک ہوا کرتے تھے، امام احمد رضا نے ہر کسی کو تسلی بخش اور تفصیلی جواب دیا اور یہ فتوے عربی، فارسی اور اردو تینوں زبان میں ہوتے تھے۔اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ سوال بمشکل ایک لائن اور جواب سیکڑوں صفحات پر جس کے باعث اس کو رسالہ بنایا جاتا اور پھر رسالے کے اندر ضمنی مباحث کو الگ رسالے کی شکل دی جاتی اور ایک ایک رسالے میں کئی کئی ضمنی رسائل لکھ دیتے اس کی صرف ایک مثال ملاحظہ کریں۔

امام احمد رضا سے ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ میں ایک سوال کیا گیا کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں اول تیمم کی تعریف و ماہیت شرعیہ کیا؟

اس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ بعنوان "حسن التعمم لبيان حد التيمم ۱۳۲۵ھ لکھا یہ رسالہ جلد سوم کے صفحہ ۳۱۱ سے شروع ہوتا ہے اور صفحہ ۱۴۷ تک پہنچتا ہے پھر

پھر جلد چہارم میں صفحہ ۳۲۰ پر ختم ہوتا ہے مگر درمیان میں ۷ ضمنی رسائل بھی شامل ہوگئے ہیں جس کی صرف فہرست ملاحظہ کریں اور امام احمد رضا کی علمی وسعتوں پر رشک کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کی کتنی گہرائی اور گیرائی عطا فرمائی جو برصغیر کے کسی بھی مفتی میں نظر نہیں آتی اور یہ منفرد کارنامہ یقیناً کوئی مجدد ہی کرسکتا ہے جو آپ نے کر کے دکھایا، ضمنی رسالہ یہ ہیں:

(۱) سمح الندریٰ فیما یورث العجز عن الماء (ص:۴۱۱ تا ۵۴۳)

(۲) الظفر لقول زفر (ص:۴۴۱ تا ۴۶۳)

(۳) المطر السعید علی نسبت جنس الصعید (ص:۵۷۹ تا ۷۰۷)

تیمم پر تفصیلی رسالہ جس میں پتھروں کی اقسام کی نشاندہی کی گئی ہے کہ کن کن سے تیمم جائز ہے۔

(۴) الجد السدید فی نفی الاستعمال عن صعید (۷۱۷ تا ۷۳۸)

(۵) قوانین العلماء فی تیمم علم عند زید ماء ۔جلد چہارم، (۱۳۱ تا ۱۸۷)

(۶) الملبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ (ص:۱۸۹ تا ۲۸۲)

(۷) مجلی الشمعہ لجامع حدث ولمعۃ (ص:۲۸۳ تا ۳۱۰)

امام احمد رضا آخری میں رقمطراز ہیں:

> "الحمد للہ کتاب مستطاب حسن التعمم لبیان حد التیمم ۱۸ جز سے زائد میں باحسن وجوہ تمام ہوئی جس میں صدہا وہ ابحاث جلیلہ ہیں کہ قطعاً طاقت فقیر سے بدر جہاوراہیں مگر فیض قدیر عاجز فقیر سے وہ کام لے لیتا ہے جسے دیکھ کر انصاف والی نگاہیں کہ حسد سے پاک ہوں ناخواستہ کہہ اٹھیں: کم ترك الاول للاخر (اگلے پچھلوں کے لیے کتنا چھوڑ گئے) کتنے مسائل جلیلہ معرکۃ الآرا بحمدہٖ تعالیٰ کس خوبی وخوش اسلوبی سے طے ہوئے وللہ الحمد"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص:۳۱۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۱۳) درود کے صیغے تمام ممکنہ علوم وفنون کی اصطلاحات میں:

تاریخ میں ہزاروں اہل علم وعرفان نے اپنے اپنے علم کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود کے صیغے بنائے ہیں اور قیامت تک محبت کا یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ جس کی جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اور اس کا جتنا وسیع علم ہوگا وہ ان ہی صیغوں میں درود وسلام لکھے اور بھیجے گا۔ امام احمد رضا بھی ان عشاق میں سے ایک سچے عاشق ہیں جن کے علوم کی وسعت ہمارے لیے آج بھی حیرانی کا باعث ہے انھوں نے درود کے لیے نئی نئی جہت نکالیں مثلاً آپ جب کوئی رسالہ کسی زبان میں تحریر فرماتے اس رسالے کا خلاصہ آپ ابتداء میں خطبہ کے طور پر تحریر کر دیتے جو کہ عربی زبان میں ہوتا اور اس خطبے میں حمد ونعت ومنقبت تینوں میں اس علم کی اصطلاحات ہی استعمال کرتے چنانچہ حضور کی تعریف میں وہ جو درود لکھتے وہ نیا درود ہوتا اس سے قبل ان اصطلاحات پر درود شاید نہ لکھا گیا ہو اس لحاظ سے آپ کی تصنیفات سے احقر نے ۳۵۰ درود کو اکٹھا کر کے "درود رضویہ" کتاب میں جمع کر دیا ہے، جو پچھلے سال ۲۰۲۱ء میں شائع ہو چکی ہے یہ درود اپنی نوعیت میں یوں منفرد ہیں کہ ان اصطلاحات کو ہمارے پچھلے اہل علم نے استعمال نہ کیا اور یہ سب نئے صفاتی نام بھی ہوں گے۔

۱۴) پسندیدہ مشاغل (افتاء ور دِ وھابیہ):

امام احمد رضا نے اپنی حیات میں ۵۵ سال مسلسل فتویٰ نویسی فرمائی جس میں کثیر تعداد میں وہ استفتاء بھی ہیں جس میں وہابیوں کے نظریات کا مکمل رد فرمایا۔ اس میں جہاں سیکڑوں فتاویٰ ہیں وہیں بیسوں رسائل بھی ہیں جس میں وہابیوں، دیوبندیوں، شیعہ، قادیانی ودیگر مدمذہبوں کے نظریات کا جن میں اکثر من گھڑت اور غلط حوالوں کے ساتھ ہوتے ہیں ان کا دلائل کے ساتھ رد کیا ہے ان کے اس تمام کام کو اگر ان کے چند اشعار میں ذکر کردوں تو بات بالکل واضح ہو جائے گی فرماتے ہیں ؎

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداسے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں
کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جراتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی
دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پر لعنت کیجیے

آپ ایک رسالے میں ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

"سرکار ابد قرار بارگاہ عالم پناہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے دو خدمتیں اس خانہ زاد ہیچکار کے سپرد ہوئیں "افتاء" اور "ردوہابیہ" انھوں نے (یعنی ان دو اہم مشاغل کے باعث) مشغلہ تدریس بھی چھڑا دیا"۔

آپ کا کمال یہ ہے کہ افتاء کسی بھی نوعیت کا ہو کسی بھی علم وفن سے اس کا تعلق ہو۔ وہ علم آپ نے پڑھ کر ۴۵ سال تک چھوا تک نہ ہو اگر اس کے متعلق بھی سوال آیا تو آپ نے عالمانہ اور دلائل کے ساتھ جواب دیا۔ ایسا ہی آپ کے ساتھ فلسفہ سے متعلق آنے والے سوال کے ساتھ ہوا کہ فلسفہ کی کتابیں آپ نے صرف طالب علمی میں پڑھیں تھیں پھر ان کو ۴۵ سال نہ

دوبارہ دیکھا نہ اس فلسفہ سے متعلق پڑھا مگر جب سوال جو فلسفہ سے متعلق کیا گیا تو آپ نے مختصر جواب نہیں بلکہ ۴ رسائل لکھ دیے ملاحظہ ہو اس کا مختصر پس منظر، فرماتے ہیں۔

"فقیر کا درس بحمدہٖ تعالیٰ ۱۳ برس اور دس مہینے کی عمر میں ختم ہوا یعنی ۱۲۸۶ھ میں اس کے بعد چند سال طلبا کو پڑھایا۔ فلسفہ جدیدہ سے تو کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ علوم ریاضیہ وہندیہ میں فقیر کی تمام تحصیل جمع، تفریق ضرب تقسیم کے چار قواعد اس غرض سے سیکھے تھے کہ علم الفرائض میں کام آئیں گے اور صرف شکل اول تحریر اقلیدس کی ہیں۔ جس دن اقلیدس کی یہ شکل والد ماجد سے پڑھی اس کے بعد ارشاد فرمایا تم اپنے علوم دینیہ کی طرف متوجہ رہو ان علوم کو خود سے حل کر لو گے۔ فقیر نے حساب وضرب ومقابلہ ولوگارثم وعلم مربعات وعلم مثلث کروی، علم ہیئت وارثماطیقی وغیرہا میں تصنیفات فائقہ وتحریرات لائقہ لکھیں اور صدہا قواعد وضوابط خود ایجاد کیے۔ آج ۴۵ برس سے زائد ہوئے کہ فلسفہ کی طرف رخ نہ کیا نہ اس کی کسی کتاب کو کھول کر دیکھا اب آخر عمر میں سرکار نے اپنے کرم بے پایاں کا صدقہ، بندہ عاجز سے یہ خدمت لی کہ دونوں جدید اور قدیم فلسفوں کا رد کیا۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ ۱۸ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو مولوی ظفر الدین بہاری نے ایک سوال بھیجا کہ امریکہ کے کسی مہندس Astronomist نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو اجتماع سیارات کے سبب سب تباہ ہو جائے گا غرض قیامت کا نمونہ بتایا اس ضمن میں رد حرکت زمین کے حوالے سے جدید اور قدیم فلسفہ کا رد کرتے ہوئے فوز مبین اور چند دوسرے رسائل لکھے"۔ (امام احمد رضا، فتاویٰ رضویہ، جلد: ۲۷، صفحات: ۳۸۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۱۵) نعتیہ شاعری میں آپ کا کوئی استاذ نہیں:

دنیائے شاعری میں ایسے بہت شعراء کرام ہوں گے جنھوں نے زانوئے تلمذ طے کیے

بغیر معیاری شاعری کی ہوگی مگر امام احمد رضا نعتیہ شاعری میں جو سب سے مشکل ترین شاعری ہے اس میں آپ نے کسی بھی ہم عصر شاعر سے استفادہ نہ کیا جب کہ نعتیہ شاعری میں آپ کے تین دیوان مرتب ہو گئے جن میں اردو، فارسی اور عربی زبان میں ہر بحر میں اور تمام علوم کی ممکنہ اصطلاحات میں نعتیہ شاعری لکھ کر سب کو حیران کر دیا۔ آپ اپنے اس حیران کن وصف کا خود اپنے قلم سے اظہار کرتے ہوئے اپنی ایک تاریخی فارسی منظوم تصنیف "اکسیر اعظم" (۱۳۰۲ھ) میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"یہ قصیدہ اکسیر اعظم جسے جان برادر حسنؔ رضا نے تاریخی نام "اکسیر اعظم" سے موسوم کیا بہت کم وقت میں (۱۱۱۰ اشعار پر مشتمل) تیار ہو کر میرے لیے فرحت بخش ہو گیا میرے بھائی! مجھ ہرزہ سرا نے کبھی شعر گوئی کا فن نہ سیکھا۔ نہ شاعری کا سرمایہ جمع کیا نہ میں شعراء کا دمساز، نہ مشاعرہ باز، نہ یہ دماغ کہ اپنے کام چھوڑ کر ان سب میں لگوں، میں اس فن میں کسی کی شاگردی کا داغ بھی یکسر نہیں رکھتا، جو کچھ زبان پر آتا ہے قلم کے حوالے کرتا ہوں، حاشا! زندگی بھر کبھی کوئی غزل نہ کہی، نہ پائے خیال کسی غزال کے پیچھے غزل خواں ہو کر چلا۔

ہاں کبھی کبھی محبوبانِ خدا کی مدحت کا شوق جلوہ فگن ہوتا ہے اور بے زحمتِ فکر خدا جو چاہتا ہے بندہ عرض کرتا ہے پھر اسے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کی فکر نہیں ہوتی، بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ متفرق اوراق پر لکھ ڈالتا ہوں۔ یہاں تک کہ عربی، فارسی اور اردو منظومات کی (۴) چار بیاضیں گم کر چکا ہوں اور فکر تلاش سے آزاد ہوں کہ جو کچھ رقم ہو گیا وہ ان شاء اللہ العزیز اس کثیر السیات کے نامہ حسنات میں ثبت ہو گیا میرے اعمال سے باہر جانے والا نہیں خواہ لکھا ہوا میرے ساتھ رہے یہ نا رہے بالجملہ میں اس مقام پر ہوں جس کا ذکر خود میں نے ان شعروں میں کیا ہے

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن

نہ مرا گوش بمدح نہ مرا ہوش ذمے

منم و کنج خمولے نگنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

ایک اور قطع میں اپنی شاعری سے متعلق اپنے روحانی استاد کی نشاندہی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ   بیجا سے ہے المنة للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی   یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

۱۶) چار مختلف زبانوں میں یکجا نعت لکھ کر شعراء کو حیرت میں ڈالے رکھا:

برصغیر کے شعراء کرام چار زبانوں میں اشعار کہتے ہیں کیونکہ یہ زبانیں، عربی، فارسی، ہندی، اردو یہاں پر ہمیشہ رائج رہی ہیں۔ جب عربی سرکاری زبان تھی تو عربی میں شعراء کے کلام زیادہ ملتے ہیں۔ جب فارسی زبان سرکاری زبان ہوئی تو فارسی کے کلاموں کی کثرت ہوئی اور جب سے اردو رزبان سرکاری زبان بنی تو اب پچھلے ۱۵۰ برس سے اردو زبان کے شعراء کے ہزاروں دیوان تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

بعض شعراء نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو یوں بھی ظاہر کیا کہ ایک مصرعہ عربی کا اور ایک فارسی کا یا ایک فارسی کا دوسرا اردو میں لکھا۔ اس کے علاوہ اردو شعراء نے اپنے کلام میں فارسی ہندی اور عربی الفاظ کا استعمال بھی کثرت سے کیا ہے مگر نعتیہ شاعری میں بہت کم شعراء نے دو زبانوں کے مصرعہ استعمال کیے ہیں۔ امام احمد رضا جو اپنے علمی جوہر میں ہمیشہ علماء کے درمیان نمایاں نظر آتے ہیں، نعتیہ شاعری میں بھی تمام نعت گو شعراء میں منفرد اور یکتا نظر آرہے ہیں کہ انھوں نے نعت شریف کے دو مصرعوں میں ۴ زبانوں کو یکجا استعمال کر کے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ وہ شعر اور چار زبانیں ملاحظہ ہوں ؎

(عربی) لم یات نظیرک فی نظر   مثل تو نہ شد پیدا جانا (فارسی)
(ہندی) جگ راج کو تاج تورے سر سو   ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا (اردو)

امام احمد رضا نے ۹ اشعار اسی طرح قلمبند کرنے کے بعد دسویں اور آخری شعر میں یہ بھی بتادیا کہ یہ نعت اپنے دو احباب کی فرمائش پر لکھی، فرماتے ہیں ؂

بس خامہء خامے نوائے رَضا
نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
ارشاد احبّا ناطق تھا
نا چار اس راہ پڑا جانا

۱۷) تین زبانوں میں دیوان لکھنے والے پہلے نعت گو شاعر:

برصغیر میں عربی فارسی اور اردو زبان میں متعدد شعراء اکرام کے دیوانین شائع ہو چکے ہیں لیکن ان شعراء کی تعداد کم ہے جن کے دو زبانوں میں عربی، فارسی یا عربی اردو یا فارسی اور ارود میں الگ الگ دیوان شائع ہوئے ہوں اور غالباً ان شعراء کی تعداد تو نہ صرف کم بلکہ تحقیق طلب یہ ہے کہ آیا امام احمد رضا کے ہم عصروں میں یا ان سے قبل کے نعت گو شعراء کے نعتیہ دیوان ۳ زبانوں میں لکھے گئے اور وہ تینوں دیوان شائع بھی ہوئے یا نہیں۔ جب تک یہ تحقیق سامنے نہیں آتی امام احمد رضا اس لسٹ میں سرفہرست ہیں کہ جن کے تین زبان میں نعتیہ دیوان بزبان اردو فارسی اور عربی الگ الگ شائع ہوئے ہوں اس لحاظ سے یہ امام احمد رضا کا ایک انفرادی کارنامہ ہوگا کہ انھوں نے مشکل ترین شاعری جس کو نعتیہ شاعری کہا جاتا ہے تین زبان میں دیوان لکھے ہیں امام احمد رضا فن نعتیہ شاعری کے سلسلے میں رقمطراز ہیں:

"حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے (شان رسول بڑھانے میں) تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے (شان رسالت کے لیے غیر مناسب الفاظ کا استعمال کرکے) تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا

چاہے بڑھ سکتا ہے، غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں (جتنا چاہے اپنے علم کے مطابق اللہ کی شان بڑھاتا جائے) اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے"۔(الملفوظ، حصہ دوم، ص: ۲۲۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

اس کا اظہار ایک قطعہ میں یوں کرتے نظر آتے ہیں ؎

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو

مولیٰ کی ثنا میں حکم مولیٰ کا خلاف لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

امام احمد رضا کے جو دیوان شائع ہو چکے ہیں، ملاحظہ ہوں:

۱) حدائق بخشش حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم

(ان تینوں حصوں میں ۴۰ فیصد کلام فارسی زبان میں ہے)

۲) ارمغانِ رضا (فارسی کلام کا مجموعہ)

۳) بساتین الغفران (عربی دیوان)

۱۸) اردو زبان میں طویل ترین سلامیہ اور درودیہ قصیدہ لکھنے والے:

امام احمد رضا نے آیت درود و سلام کا حکم مانتے ہوئے اردو منظوم قصیدہ سلامیہ اور قصیدہ درودیہ لکھے جو اردو زبان میں درود و سلام لکھے جانے والے طویل ترین قصائد ہیں۔ امام احمد رضا نے قصیدہ درودیہ کی ردیف کروڑوں درود بنائی اور ہر مصرعہ ثانی میں اسکو ۱۶۰ اشعار میں لکھا۔ اسکے مطلع کا شعر ملاحظہ ہو ؎

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

جب کہ مقطع میں دعائیہ کلمات ملاحظہ ہوں ؎

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رَضاؔ تم پہ کروڑوں درود

اسی طرح قصیدہ سلامیہ میں ایک دونہیں ۱۷۰ اشعار میں سلام رضا مکمل فرمایا جس کا مطلع اتنا معروف ہے کہ اردو زبان بولنے والے مسلمانوں میں شاید ہی چند لوگ ہوں جو ان مصرعوں کو نہ جانتے ہوں یا نہ سنے ہوں ۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل سراپا بیان کرنے کے بعد اور خلفائے راشدین و اہل بیت اطہار و ازواج مطہرہ کی تعریف وتوصیف کے بعد مقطع میں ایک آرزو پیش فرما کر حشر میں سلام کی اجازت چاہ رہے ہیں کہ ۔

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رِضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۱۹) دنیائے شاعری کا مشکل ترین اصطلاحات میں ۱۵۵ اشعار پر مشتمل قصیدہ:

امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان میں نبی کریم ﷺ کی شان میں کئی قصائد ایسے ہیں جن کو اردو ادب کا نعتیہ شاہکار کہا جاسکتا ہے۔طویل قصائد میں سلامیہ اور درودیہ کے بعد قصیدہ نوریہ بھی بہت طویل قصیدہ ہے جس میں آپ ﷺ کے نور کو ردیف بنا کر ۱۵۹ اشعار قلمبند کیے ہیں۔اسی طرح قصیدہ معراجیہ جو طویل ترین بحر میں ہے وہ ۶۷ اشعار پر مشتمل ہے۔اسی طرح ایک قصیدہ نعتیہ در اصطلاحات علم ہیئت ونجوم بھی ہے جو اگرچہ چھوٹی بحر میں ہے مگر ۱۵۵ اشعار پر مشتمل ہے، ان اشعار میں سیکڑوں الفاظ ہیں جو علم فلکیات ، نجوم ، ہیئت ، ہندسہ ، اور کئی دیگر علوم کی اصطلاحات سے لیے گئے ہیں اور بقول حضرت علامہ شمس بریلوی (م۔۱۹۹۷ھ) کہ فارسی

کے شاعر بدر چاچی نے بادشاہ تغلق کی تعریف وتوصیف کے لیےعلم فلکیات ونجوم کی اصطلاحات استعمال کی تھیں اوران اصطلاحات کوخال خال شعراء ہی نے استعمال کیا ہے جب کہ نعتیہ شاعری میں اتنا طویل قصیدہ ان اصطلاحات میں آج تک کوئی نہ لکھ سکا۔اس لیے یہ کارنامہ امام احمد رضا پرشروع ہوکرآپ ہی پرختم ہوتا نظرآ رہا ہےاس کا مطلع ملاحظہ ہو ؎

خالق افلاک نے طرفہ کھلائے چمن
اک گل سوسن میں ہیں لاکھوں گل یاسمن

اورآخری شعر ملاحظہ کریں ؎

خشک سہی زرع شرع شعر تو شاداب ہیں
سرو سہی شمع دیں تھالے بنے ہیں لگن

ان اشعار کی شرح کرنے والے شاید اب اس زمانے میں ڈھونڈنے سے نہ ملیں۔

۲۰) سائنسی موضوعات پر ۳ زبانوں میں تصانیف:

امام احمد رضا نے علوم نقلیہ پرتو بہت لکھا اوران کی ۱۰۰۰ تصانیف میں ۷۵ فیصد ان ہی نقلیہ علوم پر ہیں مگرآپ برصغیر کے واحد عالم دین ہیں جنھوں نے بحیثیت سائنسداں اورعلوم عقلیہ کے ماہر کی حیثیت سے بھی ۲۰۰ سے زیادہ سائنسی عنوانات پر چاہے وہ کسی نوعیت کا ہو مثلاً (Physical,Medical, Biological, Managment, Social Secines) جیسے علوم پرعربی، فارسی، اوراردو میں رسائل لکھے ہیں جن میں سے چند کے نام نقل کرر ہا ہوں۔

۱۔حسن التعمم لبیان حد التیمم ۱۳۲۵ھ

۲۔ کشف العلۃ عن سمت القبلۃ ۱۳۲۴ھ

۳۔تدبیر فلاح ونجات ۱۳۳۱ھ

۴۔الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (عربی) ۱۳۳۸ھ

۵۔الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام ۱۳۱۵ھ

۶۔مفاتح الحدید علی خد المنطق الجدید ۱۳۰۴ھ

۷۔فوز مبین در رد حرکت زمین ۱۳۳۸ھ

۸۔الکلمة الملهمة فی الحمکمة المحکمة لوهاء فلسفة المشئة ۱۳۳۸ھ

(۲۱) پتھروں کی اقسام جو کوئی فقیہ تاریخ میں جمع نہ کر سکا:

امام احمد رضا سے ۱۳۲۵ھ میں ایک مختصر سوال کیا گیا کہ اسلام میں تیمّم کی تعریف و ماھیت شرعیہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے کمال کر دیا کہ ایک دو نہیں ۸ رسائل لکھ کر دیے اور فتاویٰ رضویہ قدیم کی اول جلد جو ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے ان آٹھوں رسائل کے ساتھ ہے۔ اس میں اکثر عبارتیں عربی میں ہیں۔ آپ نے اول رسالے کا نام حسن التعمم لبیان حد التیمم رکھا اور اس میں آٹھ ضمنی رسائل لکھے اور اس میں ایک اہم ترین رسالہ "المطر السعید علی بنت جنس الصعید" لکھا جس میں پتھروں اور مٹی کے اقسام کی تفصیل بیان کی جو تاریخ فقہ میں بھی کہیں نہیں ملتی۔ آپ نے ۱۲۰۰ سال کے فقہا کرام کی بتائی ہوئی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ پچھلے فقہاء کرام نے جن پتھروں اور اقسام سے تیمّم کو جائز قرار دیا ان کی کل ۸۴ اقسام ہیں مگر اس میں امام احمد رضا نے ۱۰۷ قسم کے پتھروں اور مٹی کا مزید اضافہ کر کے یہ تعداد ۱۹۱ تک پہنچا دی اس سے اندازہ لگائیں کہ امام احمد رضا کتنے عظیم پتھر شناس بھی تھے یعنی ماہر حجریات بھی تھے۔ کیا ان کو آپ ماہر حجریات جان کر اس فن میں دور حاضر کے فقہاء کرام کے درمیان سب سے بڑا Petralogist قرار نہیں دیں گے۔ یقیناً فقہاء تو فقہاء راقم کی ناقص تحقیق میں اتنی کثیر تعداد تو آج تک علوم ارضیات کے بھی کسی ماہر نے نہیں بتائیں۔ کمال تو یہ ہے کہ امام احمد رضا پتھروں کے بننے کے عمل سے بھی آگاہ ہیں مثلاً مونگا جو پتھر کی شکل میں باقی رہتا ہے وہ جانور سے پتھر کب اور کیسے بنتا ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں۔

۲۲) سمندروں کے نیچے آگ کا پتہ انھوں نے ماہرین ارضیات سے پہلے بتایا:

امام احمد رضا نے اپنے تاریخی رسالے "فوز مبین درردحرکت زمین" میں زمین کی حرکت کی نفی کرتے ہوئے ۱۰۵ دلائل سے زمین کی حرکت کی نفی کی ہے۔ یہ سب دلائل سائنسی ہیں۔ اسی رسالے میں ایک بحث مدوجزر یعنی Lunar Tides کی بھی ہے جس میں آپ نے سائنس کی اس بات کی نفی کی ہے کہ چاند کی ۱۵ تاریخ کو جو سمندروں میں بڑی اونچی لہریں آتی ہیں وہ چاند کی Gravity Pull کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس کا سائنسی رد کرنے کے بعد آپ اپنا کلیہ پیش کرتے ہیں کہ سمندروں میں اتنی اونچی لہریں کیونکر آتی ہیں۔ اس کلیہ کو سائنسی طور پر ہی پیش کرتے ہیں مگر مسلمانوں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کلیہ میں نے قرآن سے سیکھا ہے کہ قرآن کہتا ہے "واذاالبحار سجرت" (التکویر:٦) "اور جب سمندر سلگائے جائیں"۔ امام احمد رضا نے ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء میں بغیر آلات کے دنیا کے جیولوجیکل سائنسدانوں کو آگاہ کر دیا کہ بیچو بیچ سمندر کے نیچے لاوا اُگل رہا ہے جو Oceanit Treches سے زمین کے اندر سے باہر آتا ہے اور پھر اس کی گرمی سے پانی اُبلتا ہے جس کے باعث تین بڑے سمندروں میں یہ لہری اُٹھتی ہیں نہ کہ چاند کی کشش سے۔ سائنس نے Oceanit Treches کا پتہ ۲۲۵ دفعہ سمندر کے سروے کے بعد ۱۹۶۰ء کے بعد کیا ۱۹۶۰ء میں Seal Floor Spreading کی تھیوری سامنے آئی جس میں بتایا گیا کہ یہ لاوا زمین سے سمندر کے نیچے نکلتا ہے اور پانی کے دباؤ کے باعث دونوں طرف ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور جم جاتا ہے اور پہلے والے کو دونوں طرف دھکا دیتا ہے جس سے اوپر زمین پھیلتی ہے اور سمندر سے اونچی ہوتی جاتی ہے جس کے نتیجے میں ماؤنٹ ایورسٹ ۲۸۰۰۰ فٹ سمندر سے زیادہ بلند ہو گیا۔ امام احمد رضا نے یہ عمل قرآن فہمی سے ۱۹۱۹ء میں جان لیا تھا اور اس کو مدوجزر کے باب میں انھوں نے قلمبند بھی کر دیا تھا۔

۲۳) ۳زبانوں میں شجرہ طریقت:

اہل تصوف اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے سلسلے طریقت کے بزرگوں اورشیوخ نے اپنے مرید کوشجرہ طریقت کی صورت میں پوری سند دی جس میں وہ بتاتے ہیں کہ وہ کس سے مرید تھے اوران کے شیخ کس کے ہاتھ پر بیعت تھے اور وہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ابتداء یہ سند بالکل سند حدیث کی طرح دی جاتی تھی۔

بعد میں یہ نظم کی صورت میں بھی دی جانے لگی۔ تحقیق طلب یہ ہے کہ اردو منظوم شجرہ کب شروع ہوا۔ راقم حتمی طور پر یہ بات بتانے سے قاصر ہے مگر ابھی تک راقم کو امام احمد رضا سے پہلے اردو منظوم شجرہ طریقت نہیں ملے۔ معروف خانقاہوں تک رسائی کے باوجود کامیاب نہ ہوا مگر بہت ممکن ہے کہ کسی بھی سلسلے کا کوئی اردو منظوم شجرہ مل جائے تو اس کو اولیت حاصل ہو جائے گی مگر جب تک کوئی محقق اس تک نہیں پہنچتا تو امام احمد رضا منظوم شجرہ کے مؤجد قرار پائیں گے۔

امام احمد رضا نے ۴ شجرہ طریقت عربی میں لکھے ہیں جن میں ۳ سند حدیث کے طریقے پر لکھے ہیں جب کہ چوتھا شجرہ درود کے صیغے میں لکھا ہے اس کو آپ شجرہ درود یہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک منظوم فارسی شجرہ بھی لکھا اس کے علاوہ ۳ منظوم شجرہ طریقت اردو میں لکھے ہیں۔ دو شجروں میں اول شعر یہ لکھا:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مگر تیسرا منظوم اردو شجرہ اپنی نوعیت کا اردو ادب میں منفرد منظوم ترجمہ ہے جو مسدس میں لکھا ہے اور مسدس کا آخری مصرعہ درود کی صورت میں ہے اس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

عابد ساجد ابن اماجد   شاہ شہداں شاہد واحد

حیدر صفدر شیر مشاہد　　سید عالم عید شاہد

بدع مکارم ختم محامد

صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی تفصیل کے لیے راقم کی کتاب" تاریخ وشرح شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ" کا مطالعہ کریں یہ کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اسے ۲۰۲۰ء میں شائع کی تھی۔

۲۴) نبی کریم ﷺ کے ۸۰۰ صفاتی ناموں میں ۶۰۰ کا اضافہ کیا:

امام احمد رضا سے کسی نے عرض کیا کہ حضور ﷺ کا نام اقدس کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ذات (ذاتی نام) دو ہیں (۱) کتب سابقہ میں احمد اور قرآن کریم میں محمد ہے (ﷺ) اور حضور ﷺ کے اسماء صفات (صفاتی نام) بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی علیہ الرحمہ نے اپنے زمانے تک (۵۰۰) سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں (۳۰۰) اور اضافہ کیے گئے جو کل ۸۰۰ ہوئے اور میں (احمد رضا) نے ۶۰۰ سو اور ملائے یہ کل ۱۴۰۰ ہوئے۔ حضور ﷺ کے اسماء ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر جنس میں جداگانہ ہیں، دریا میں اور نام ہیں، پہاڑوں میں اور۔ آگے مزید ارشاد فرمایا۔ ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لیے کہ ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ جس صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔ (ملفوظات، حصہ اول مطبوعہ لاہور)

امام احمد رضا فرما رہے ہیں کہ فقیر نے ۶۰۰ نام کا اضافہ کیا ہے اب اس امر کی ضرورت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام جو امام احمد رضا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو جانتے ہوئے بتائے ہیں ان کو تلاش کیا جائے۔ یہاں راقم دو مقامات کا اشارہ کرنا چاہے گا اول حال ہی میں راقم نے امام احمد رضا کے درود شریف کے ۳۵۰ سے زیادہ صیغے جمع کر کے کتاب

"درودرضویہ" شائع کی ہے جو اہل علم ان درود کے صیغوں میں سے صفاتی نام علیحدہ کر سکتے ہیں وہ یہ دیکھیں گے کہ جتنے علم وفنون ممکن ہیں ان سب میں امام احمد رضا نے درود کے صیغوں میں ان علوم وفنون کو اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ دوسرے حدائق بخشش سوم میں ۱۵۵ اشعار پر مشتمل ایک طویل قصیدہ لکھا ہے اور اس قصیدے میں علم نجوم، فلکیات، ہیئت، کی اصطلاحات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کی ہے اہل علم وفن وہاں سے بھی نام اکٹھا کر سکتے ہیں یوں امام احمد رضا کے ۶۰۰ نام کی فہرست تیار کر سکیں گے۔

(۲۵) اہرام مصر کی تعمیر کا تاریخی تعین جو آج تک کسی نے نہ کیا:

اہرام مصر سے متعلق ابھی تک یہ طے نہیں پایا کہ ان کو کب اور کس نے تعمیر کیا ہے۔ تاریخ میں یہ بھی لکھا گیا کہ شاید یہ کسی خلائی مخلوق نے تعمیر کیے اور اگر انسان نے تعمیر کیے تو اس کو ۲۵۰۰ قبل مسیح بھی بتایا گیا۔ بعض نے ۷۰۰۰ سال قبل مسیح بھی بتایا لیکن سب اس بات کے بتانے سے قاصر ہیں کہ اتنے قدیم وقت میں اتنی اونچی تعمیر کیسے ممکن ہوئی، کس نے ان پتھروں کو اتنا تراشہ اور پھر ان کو کس طرح لگایا کہ آج تک یہ اپنی جگہ صحیح سالم کھڑے ہیں۔ یہ بعد کی بات ہے کہ فرعون بادشاہوں نے اپنی لاشوں کو اس کے اندر رکھ کر محفوظ رکھا۔ چنانچہ یہ تعمیر آج بھی عجوبہ ہی تصور کی جاتی ہے اور دنیا کے چند عجائب میں اس کو رکھا جاتا ہے۔

امام احمد رضا کے سامنے جب اہرام مصر کی عمارتوں کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

"ان کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام سے ۱۴۰۰۰ برس پہلے ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت پر جب پانی کا عذاب آیا تو اس وقت تمام زمین پانی میں ڈوب گئی تھی اس طوفان میں صرف دو عمارتیں مثل گنبد ومنارہ باقی رہ گئی تھیں جنھیں کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اس وقت روئے زمین پر سوائے ان دو عمارتوں کے اور عمارت نہ تھی۔ امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

سے ان ہی دو عمارتوں کی نسبت منقول ہے۔

بنی الھرمان النسر فی سرطان

یعنی یہ دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ "نسر" نے "برج سرطان" میں تحویل کی تھی۔ نسر دو ستارے ہیں۔ "نسر واقع" مراد ہوتا ہے۔ ان کے دروازے پر ایک گدھ (نما) کی تصویر ہے اس کے پنجے میں گنگچر (گرگٹ، بچھو) ہے جس سے تاریخ کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ کہ جب نسر واقع، برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت اس حساب سے ۱۲۶۴۰ میں بنی (بارہ ہزار چھ سو چالیس) سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں۔ ستارہ نسر واقع (۶۴) برس قمری سال، ۷ مہینے اور ۲۷ دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب یہ ستارہ نسر واقع برج جدی کے سولہویں درجے میں ہے تو جب سے ۶ برج اور ساڑھے پندرہ درجے سے زائد طے کر گیا۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی ۵۷۵۰ سال پہلے یہ اہرام بنے ہوئے ہیں کہ ان کی (سیدنا آدم علیہ السلام) کی آفرینش کو ۷۰۰۰ برس سے کچھ زائد ہوئے۔ لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ وہ قوم پیدائش آدم سے پہلے ۶۰۰۰۰ برس پہلے زمین پر رہ چکی ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، مرتبہ مولانا مصطفیٰ رضا، حصہ اول، ص: ۳۷ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

نوٹ: امام احمد رضا نے جو وقت بتایا ہے وہ اس وقت کا ہے جب آپ ان کے متعلق بیان فرما رہے تھے راقم نے اس کی مکمل تحقیق کی ہے اور ایک مقالہ امام احمد رضا اور تحقیق اہرام مصر لکھا تھا جو ماہنامہ معارف رضا کے شمارہ جولائی ۲۰۰۷ میں شائع ہوا تھا۔

چنانچہ ۱۳۳۵ھ کے سال سے جب تحقیق کی تو ان عمارتوں کی عمر قمری سالوں کے اعتبار سے ۱۲۶۴۰ سال بنتے ہیں اور اگر عیسوی اعتبار سے ان کی عمر معلوم کی جائے تو یہ ۱۱۶۹۱ سال بنتے ہیں۔ تفصیل کے لیے مقالہ مطالعہ کریں۔

اختتامیہ

قارئین ذی وقار! احقر نے آپ کے سامنے امام احمد رضا کا ۲۵ جہتوں سے تعارف پیش کیا ہے ابھی اور جہتیں باقی ہیں مگر چونکہ میرے محسن ومحب شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا سید طاہر علی شاہ مدظلہ العالی نے ۲۵ مارچ ۲۰۲۲ء کو تحریک فیضانِ رضا پاکستان، فیصل آباد کی جانب سے "تیسری سالانہ فکر اعلیٰ حضرت کانفرنس" کا اہتمام کیا ہے جو کہ کینال پیلس مارکس میں بعد مغرب منعقد ہوگی جس میں پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد سعیدی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالقوی بغدادی کے ساتھ راقم بھی مدعو ہے اور اس ناچیز کو بھی مقالہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حکم کی تعمیل میں یہ مقالہ ۲۵ تاریخ کی دونسبتوں سے ایک ۲۵ مارچ کو ہونے والی اس کانفرنس کی تاریخ اور دوسری امام احمد رضا کے یوم وصال کی تاریخ ۲۵ صفر المظفر کی مناسبت سے "امام احمد رضا کے ۲۵ جہات پر منفرد دینی وعلمی کارنامے" سے کرانے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ ہمارے ادارے کے اراکین خاص کر عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے محنت کر کے اس رسالے کی بروقت اشاعت کو ممکن بنایا، اللہ عزوجل احقر اور تمام احباب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

تمام قارئین سے درخواست ہے کہ ان جہات کی تفصیل کے لیے آپ ان تمام کتابوں سے استفادہ کریں جن سے راقم نے اس جہت پر مختصر تعارف کرایا ہے۔ راقم سمجھتا ہے کہ آپ کی ایک ایک جہت پر طویل مقالہ قلمبند کیا جاسکتا ہے۔ امام احمد رضا نے واقعتاً بہت کچھ لکھا مگر عجز کا یہ عالم ہے کہ بارگاہِ خداوندا اور دربارِ رسول میں پھر بھی یوں عرض کر رہے ہیں کہ ؎

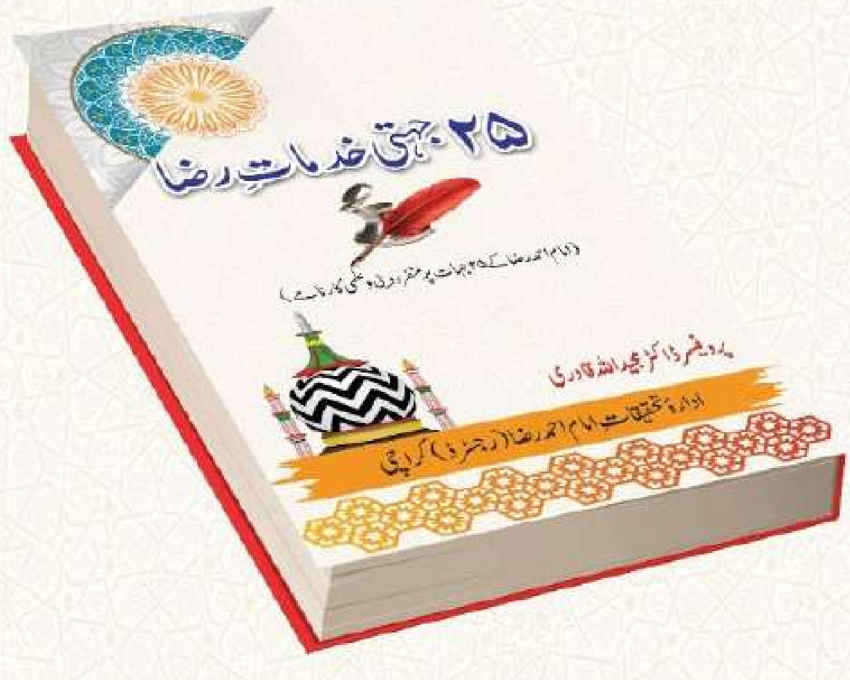
کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رَضاؔ تم پہ کروڑوں درود

۲۱ شعبا المعظم ۱۴۴۳ھ
۲۵ مارچ ۲۰۲۲ء

از
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
صدر، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

تم میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران)



ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

25-جاپان مینشن، رضا چوک، (ریگل) صدر، کراچی، پاکستان ـ(74400)

0303-9205511 +92-21-32725150

imamahmadraza@gmail.com